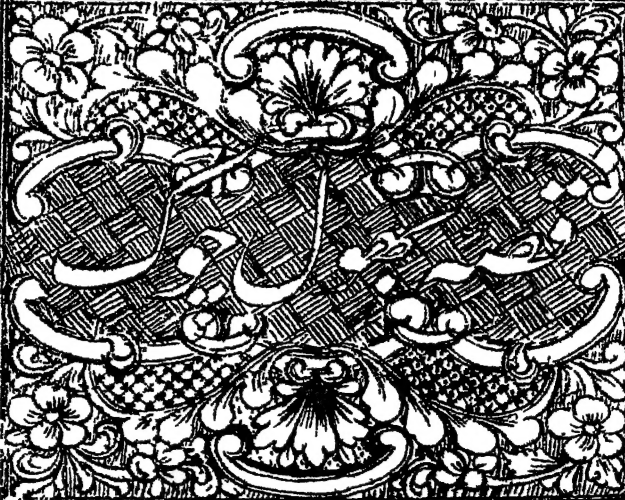


خان کو مکا فضل خلیفہ وزیر ماسی پانچون لکھ نون و لکھ مین

یہ انگریزی کتاب شکیں ام سکپی کی مجموعہ افسانہ و پذیر کے عیسٰی قصوں میں کا سنا لکھ
دیکھ پ فسانہ جو حقیقت میں حکمت آموز لکھا خزانہ ہے موسوم بہ



جسکو علامہ زمان مولوی محمد احسان اللہ صاحب جمعی یا کوئی وکیل منصفی بمقام
ضلع گورکھپور نے پایا مطبع اودھ پنجاب گجرات سلیس انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا

نابھہ شہ نیک شوق کا پورے وزیر باجھ
مطبع می مشی نوک شوق نون مین حسن بنی



کسی زمانے میں گورنمنٹ سائرس کے کس اور گورنمنٹ الیفی سس میں اتفاق ہوئی۔ اور گورنمنٹ الیفی سس نے اس مضمون کا ایک اشتہار دیدیا تھا کہ سائرس کے کس کا تاجر اگر بس شہر میں کہیں دیکھا جائے تو فوراً قتل کیا جائے الا اس صورت میں کہ ہزار روپیہ بطور تاوان کے دیکر وہ اپنی جان بچائے۔

اسے جین نامے ایک بڑھا تاجر سائرس کے کس کا الیفی سس کی گلیوں میں پھرتا ہوا پکڑا گیا۔ اور لوگ اسے نواب کے پاس لائے کہ وہ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے یا مقتول ہونا پسند کرے۔

اسے جین کے پاس جرمانہ دینے کو کچھ نہ تھا۔ اور نواب نے قبل اسکے کہ اسکی گردن مارے جانے کا حکم دے چاہا کہ کچھ اسکی سرگزشت سنے۔ پوچھا کس لیے تنے اس شہر میں آنے کا قصد کیا جہاں کا آنا تم لوگوں کے لیے موت ہے۔ اسنے کہا کہ مرنے سے میں کچھ بھی نہیں ڈرتا۔ کیونکہ رنج و غم نے مجھے ایسا تھکا دالا

کہ اب بڑیت سے بھی نہیں اٹھ سکتا۔ ہرچند کہ اتنی کجخت زندگی کی سرگزشت بیان کرنے سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی کام نہیں۔ مگر تعمیل ارشاد سے مجبور ہوں۔ اور پھر اپنا حال از ابتدا سننے بیان کرنا شروع کیا۔

سارے کس مین ایک تاجر کے گھر مین پیدا ہوا اور وہ مین نے تربیت پائی۔ جب مین سن و شعور کو پہونچا تو ایک عورت کے ساتھ بیاہ کر لیا اور نہایت مسرت کے ساتھ دونوں زندگی بسر کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے ای بی ڈی مین میرا آنا ہوا جہاں چھ مہینے تک رہ گیا اور یہ دیکھ کر کہ ابھی چند روز اور رہنا ہو گا مین نے اپنی بی بی کو بھی وہیں بلا لیا جس نے اپنے آسنے کے تھوڑے ہی دنوں بعد دو لڑکے توام جنے اور بڑے تعجب کی یہ بات تھی کہ وہ دونوں بالکل ایک سے تھے اور آمین ایک کو دوسرے سے امتیاز کرنا غیر ممکن تھا۔ اسی زمانے مین کہ میری بی بی کے دو توام لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک غریب عورت کے بھی کہ میری فرد گاہ کے پاس ہی سراسے مین رہتی تھی دو لڑکے ساتھ ہی پیدا ہوئے اور میرے لڑکوں کی طرح اُن لڑکوں کی صورتیں بھی باہم متماز نہ تھیں۔ اور چونکہ اُنکے والدین نہایت غفلت تھے اسلئے مین نے اُن لڑکوں کو آسنے خرید کر اپنے لڑکوں کے ساتھ رہنے کے لیے پرورش کی۔

میرے لڑکے نہایت اچھے تھے۔ اور میری بی بی ایسی نیک تھی کہ کبھی تھوڑا سا بھی کبیر اپنے دل میں نہ لاتی کہ یہ دونوں لڑکے اچھے ہیں۔ میری بی بی وطن چلنے کے لیے ہمیشہ کہا کرتی ایک روز تنگ آکر مین نے بھی اپنے چلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور ایک ایسی بڑی گھڑی مین ہلو گون کو جہاز پر سوار ہونے کا اتفاق ہوا۔ کہ تھوڑی دور بھی ہلو گونے گئے تھے کہ ایک طوفان عظیم اٹھا۔ اور وہ آنا فنا اس طرح رو تیرتی تھا کہ جہاز والوں کو اسکے بچانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور وہ سب ایک چھوٹی سی کشتی مین بیٹھ کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر مین ہوئے اور ہلو گون کو تنہا جہاز مین چھوڑ دیا کہ جس سے ہلو گون کو

اُس طوفان کے ہاتھوں مرنے کا پورا یقین ہو گیا۔

یہ واقعہ دیکھ کر میری بی بی بی رونسے لگی۔ اور وہ لڑکے جنگلاتی بھی فہم نہ تھی کہ میری جان کیوں روتی ہو۔ اسکو روتا دیکھ کر خود بھی شور مچانے لگی اور رونے لگی۔ مگر جب کہ مجھے اپنی موت کا کچھ بھی غم نہ تھا مگر اُنکے رونے نے مجھے ایسا پریشان کیا کہ اُنکے بچانے کی تدبیر سوچنے کے آگے میں سب کچھ بھول گیا اور ایک حکمت اُنکی جان بچانے کی جیسا کہ جہاز واسے وقت طوفان کے کیا کرتے ہیں سوچ نکالی۔ چھوٹے سے ایک مستول کے ایک کنارے سے میں نے چھوٹے لڑکے کو باندھا اور اسکی دوسری طرف چھوٹے غلام کو باندھا اور اپنی بی بی سے کہا کہ ایک دوسرے مستول میں اسی طرح اُن بڑے لڑکوں کو تو بھی باندھ دے۔ چنانچہ وہ بڑے لڑکوں کی حفاظت کرنے لگی اور میں چھوٹے لڑکوں کے پاس رہا اور ہلوگوں نے بھی اپنی جسم کو اُن لٹھوں میں باندھ لیا۔ اور اس طرح ہلوگوں میں تفرقہ ہو گیا کہ وہ الگ ایک لٹھے میں بچوں سمیت بندھے ہوئی پڑی تھی اور میں الگ ایک لٹھے میں اپنے آپ کو اور اُن بچوں کو باندھے ہوئے بیٹھا تھا۔ آخر میں ایک بڑی بھاری چٹان سے جہاز نے ٹھوکر کھائی اور اُسکے پُرزے پُرزے اڑ گئے اور ہلوگ اکھین لٹھوں کے سہارے سے پانی پر پیرنے لگے۔ میں اُن لڑکوں کی حفاظت کرتا جو میرے ساتھ بندھے تھے یا اپنی بی بی کی امانت کرتا غرض کہ وہ کسی اور طرف نہ گئی۔ اور جب وہ مجھ سے بہت فاصلے پر چلی گئی تو میں نے اپنی آنکھوں کو دیکھا کہ باہر کی طرف نے آسے اپنی کشتی پر بٹھا لیا اور ہمیں معلوم کیا کہ لٹھے۔ میں آپ ہی اُن بچوں کی حفاظت میں اُس بزرگ عظیم الشان کی موجوں پر ڈبکیاں کھاتا ہوا اُسی لٹھے کے سہارے سے بہا چلا چلا جاتا تھا۔ اُنکو کون دیکھتا کہ مچھلی واسے کس طرف لینگے۔ غرض کہ مجھے بھی ایک جہاز ران نے اس خطرے سے نجات دی اور چونکہ وہ میرا شناسا تھا اسلئے مجھے آسنے بہت کچھ تسکین و تسلی دی اور اپنے جہاز پر بٹھا کر خوشی پر لا آمارا۔ اور بہ آرام تمام ساتھیوں کو

پونچا دیا اس تاریخ سے آج تک مجھے کچھ خبر نہ ملی کہ وہ عورت اور وہ لڑکے کہاں ہیں اور کون کون ہیں۔
 میں تھا اور اس بچے کی پرورش جب وہ سن شور کو پہنچا۔ اور اٹھارہ برس کی عمر ہوئی
 تو اسکو اپنی ماں کی تلاش ہوئی اور اکثر مجھ سے کہتا کہ اگر مجھے اجازت دیجئے تو میں اس
 غلام کو ساتھ لیکر جکا بھائی بھی گم ہو گیا ہوں اپنی ماں اور بڑے بھائی کی تلاش میں نکلون۔ میں نے
 اس کے اصرار پر اجازت تو دیدی مگر بیدلی سے۔ کیونکہ مجھے اپنی بی بی اور بڑے لڑکے کی خبر
 سننے کا بہت کچھ اشتیاق تھا لیکن اس چھوٹے لڑکے کے روانہ کرنے میں بیخوف تھا
 کہ کہیں یہ بھی ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔ میرے پاس سے گئے ہوئے اسے سات برس کا
 عرصہ ہوا دو برس تک تو میں نے اسکا انتظار دیکھا۔ اور پانچ برس سے میں اسکی تلاش
 میں نکلا ہوں۔ یونان کے پرے پرے تک اسے کھوج آیا۔ اسکی بدولت ایشیا میں کچھ
 دنوں تک قید بھی رہا۔ غرض کہ قریب پاس کے سارے ملک دو بار میں اسکی جستجو کی مگر
 کہیں نہ لگا۔ اب میں نے ٹھان لی ہے کہ کوئی مقام جہاں انسان رہتے ہوں اسکی جستجو
 باقی نہ لگا رہے۔ اسلئے میں یہاں بھی آگیا۔ لیجئے آج زندگی کے ساتھ سارا جھگڑا ہی طے
 ہوا جاتا ہے۔ کیا لطف سے جان بکلتی اگر مرتے دم بھی یہ معلوم ہو جاتا کہ میری بی بی
 اور وہ لڑکے ابھی تک زندہ ہیں۔

اس بچا پر سے اسے جین نے اپنی مصیبت کی ساری رام کہانی کہ سنائی۔ جسے بھکرے
 نواب اس غریب و کمبخت باپ پر جس نے اپنے فرزند گم گشتہ کے پیچھے کیا کیا صدے نہ اٹھائے
 تھے بہت تمکین ہوا اور اس کے حال پر بڑا رحم کیا۔ اور کہا۔ اگر خلاف قانون نہوتا اور
 اپنے عہد و پیمان اور سولہ کو توڑ کر تھے رہا کر دینا میری شان کے خلاف نہوتا تو ضرور
 میں تیرا خون معاف کر دیتا لیکن ہاں اتنی رعایت تیرے ساتھ کی جاتی ہے کہ اگر قانونی عبادت
 کا منشا بالکل اس کے خلاف ہو کہ اور ایک دن کی مہلت تجھے عطا ہوتی ہو کہ تو بیک نامہ کر
 یا کسی سے قرض لیکر اداسے جہانہ کی فکر کرے۔

اس یوم مہلت میں اسے کسی سے کچھ بھی وصول نہوا۔ اس اجنبی شہر میں اسے کون جانتا کہ یہ کون ہے۔ فقط یہ خیال ہی خیال تھا کہ کوئی اسکی حالت پر رحم کھا کر نہرا روپیہ قرض یا بطور خیرات اسے حوالے کر دیگا غرنکہ بجا لت یاس و بیپارگی نواب کے حضور سے واروٹھ محبس کی حراست میں وہ سپرد کیا گیا۔

اسے جین اتبک خیال کیے ہوئے تھا کہ اس شہر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھے جانتا ہو اور حالانکہ جو وقت وہ اپنے چھوٹے لڑکے کی تلاش کی بدولت معرض ہلاکت میں گرفتار تھا اسوقت اسکے چھوٹے اور بڑے دونوں لڑکے اس شہر میں موجود تھے۔

اسے جین کے لڑکے صرف صورت اور شکل ہی پن باہم متشابہ اور بالکل ایک سے نہ تھے بلکہ انکے نام بھی ایک ہی سے تھے اور وہ دونوں این ٹی فوسل کے نام سے پکارے جاتے تھے اور انکے دونوں غلام بھی ایک ہی نام ڈرامیا سے تعبیر کیے جاتے تھے۔ اتفاق دیکھیے کہ جس دن اسے جین وہاں پہونچا اسی دن اسکا چھوٹا بیٹا این ٹی فوسل

بھی جسکی تلاش میں وہ بڑھابا پ یون سرگردان پھیر رہا تھا اس شہر میں وارد ہوا۔ اور چونکہ وہ بھی ساڑے کس کا ایک تاجر تھا ایسے ضرور تھا کہ جس خطرے میں اسکا باپ گرفتار تھا وہ بھی گرفتار ہوتا مگر قسمتہ اسکا ایک دوست اس شہر میں مل گیا جس نے اسے تعلیم کی کہ اپنے کو سارے کس کا باشندہ نہ بنانا بلکہ امی ٹی ڈیم نیم میں اپنا گھر بنانا۔ کیونکہ ایک مرد ضعیف نے اپنے کو سارے کس کا تاجر بنا کر غدا ابیم میں گرفتار کیا۔ چنانچہ اسنے ویسا ہی کیا۔ گو اس حکمت عملی سے اسنے اپنی جان بچائی مگر یہ سنکر کہ اسکا ایک ہموطن اس طرح ذلت و خواری میں مبتلا ہے اسے کمال صدمہ ہوا۔ اور یہ جتنی

میں گذرا کہ میں ایسا نہ وہ تاجر میرا پیر ضعیف ہوا اور میری تلاش میں نکلا ہو۔ اسے جین کا بڑا لڑکا (جسکو ہم آگے چلکر اسی ٹی فوسل کا این ٹی فوسل کہیں گے) تا وہ اپنے چھوٹے بھائی ساڑے کس کے این ٹی فوسل سے ممتاز ہو سکے ہمیں برس سے

Amir Khusrau
Dramia

ایفی سس مین رہتا تھا اور ایسا مالدار تھا کہ اپنے باپ کے جرمائے کو آسانی ہوا کرتا۔
مگر وہ اپنے باپ کو بالکل نہیں پہچانتا تھا۔ کیونکہ جب باہی گئے اسکو اور اسکی ماں کو سمندر
میں سے نکال لایا تو اسوقت وہ ایسا چھوٹا تھا کہ بچہ اپنے نکالے جانے کے کہ کس طرح وہ
سمندر میں سے نکال لایا اور کوئی بات اسوقت کی حتیٰ کہ باپ ماں کی یاد بھی اسکے ذہن
میں نہ تھی۔ باہی گئے اس میں ٹی فوس کو اور اسکے غلام اور اسکی ماں کو پانی میں سے
نکال کر ان دونوں کو اس عورت سے بنظر فروخت لے لیا۔ مقام مغور ہے
کہ اس علمدگی سے اس عورت کو کتنا صدمہ ہوا ہوگا۔

ان دونوں کو نواب ایفی سس کے جنگ آزما چاچا نواب مشافون کے ہاتھ ان
باہی گیروں نے فروخت کیا۔ اور ایک بار وہ نواب اپنے برادر زادے نواب ایفی سس
کی ملاقات کو جوتا تو ان کو بھی ساتھ لیتا آیا۔

نواب ایفی سس اس نوجوان میں ٹی فوس کو بہت پسند کیا۔ اور جب وہ میں شعور
کو پہنچا تو نواب ایفی سس نے اپنی فوج کا سپہ سالار اسے مقرر کر دیا۔ اور جہاں اسے
بڑے بڑے کام ہائے نمایاں دکھائے۔ اور ایک بار کسی لڑائی میں اپنے ولی نعمت
نواب کی جان بچائی جبکہ صلے میں ایفی سس کی ایک مالدار عورت ایڈر یا نانا سے
سے نواب نے اسکی شادی کر دی اور اسکے ساتھ وہ بہ آسائش زندگی بسر کرنے لگا
داور اسکا غلام ڈرامیا بھی اسکی خدمت میں موجود تھا چنانچہ جبوقت اسکا باپ وہاں
آیا وہ وہیں تھا۔

سارے کس کا این ٹی فوس جب اپنے دوست سے جسے اسے اسی بی ڈیم
کی سکونت ظاہر کرنے کی ہدایت کی تھی جدا ہوا تو اپنے غلام ڈرامیا کو روپیہ دیکر کسا
تم ان روپیوں کو لیکر سارے میں جہاں میں آکر کھانا کھا ڈنگا لپٹو ٹی ہی ویر
میں شہر کی سیر کر کے اور یہاں کے باشندوں کے انداز و طریقے دیکھ بھال کر

Memorandum

Addition

مین بھی پہونچتا ہوں۔

ڈرامیا نہایت ہی خوش طبع آدمی تھا۔ اور جب کبھی این ٹی فوسل سست یا بخیرہ رہتا تو اس غلام سے خوش طبعی و سخرا پن کر کے اپنا دل خوش کر لیتا۔ اور اس وقت آن دونوں مین ایسی آزادانہ گفتگو ہوتی کہ ہرگز امتیاز نہوتا کہ آن دونوں مین غلام و آقا کی نسبت ہے۔

جب اس نے ڈرامیا کو نصحت کیا تو تھوڑی دیر ایک جگہ ٹھہرا کر اپنے ولیمین سنجے لگا کہ بیخاندہ مین اپنی مان اور بھائی کی تلاش مین تنہا ہر جگہ ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہوں اور کتنے بندروں مین مین نے انکی جستجو کی مگر کمین پتہ نہ ملا۔ افسوس ہے کہ میٹھ کے قطرے کی طرح مین زندگی بسر کرتا ہوں۔ جس طرح نیم کا قطرہ اپنے ساتھی قطرے کی تلاش مین سارا سمندر چھان ڈالتا ہے مگر کمین اسکا پتہ نہیں ملتا۔ اسی طرح مین محام دنیا مین اپنی مان اور بھائی کو تلاش کرتا پھرا۔ مگر آٹکا کچھ نشان نہ ملا۔

یہ سب کھڑا سوچ رہا تھا اور اپنے بے سود سفر پر جبکا اب تک کوئی نتیجہ نہ نکلا افسوس کر رہا تھا کہ ڈرامیا (جیسا کہ اس نے سمجھا) لوٹ کر اسکے سامنے آیا۔ این ٹی فوسل اسکے ایسا جلد لوٹ آنے پر متعجب ہوا اور پوچھا رو پیے کیا کیے۔ یہ وہ ڈرامیا نہ تھا جسکو اس نے رو پیے لیکر سراسے مین بھیجا تھا۔ بلکہ یہ اسکے غلام ڈرامیا کا بھائی تھا کہ این ٹی فوسل با شمدہ ایفی حس کی غلامی مین تھا اور اسکا نام بھی ڈرامیا تھا۔ دونوں ڈرامیا اور دونوں این ٹی فوسل جو ان ہونے پر بھی باہم ایسے ہی متشابہ تھے جیسا حسب بیان اپنے باپ کے ایام طفلی مین وہ ایک سی صورتوں کے تھے۔ اسیلے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ این ٹی فوسل نے اسے اپنا ہی ڈرامیا سمجھ کر پوچھا کہ تم سراسے سے یوں جلد کیوں واپس چلے آئے۔ ڈرامیا نے اسے اپنا آقا سمجھ کر جواب دیا کہ بی بی نے کھانا کھانے کے لیے آپ کو

بلایا ہے۔ مرغ بریان تیار ہے۔ اور سور کے گوشت کا کباب گل کر بیخ سے ٹپک رہا ہے۔ جلدی چلیے۔ ایسا ہنو کہ کھانا ٹھنڈا ہو کر خراب جائے۔ این ٹی فوس نے کہا یہ مسخر اپن کا کون سا وقت ہے سیدھی طرح بتاؤ کہ روپیے کہاں رکھ آئے۔ ڈرامیا نے پھر وہی جواب دیا کہ بی بی نے مجھے بھیجا ہے کہ جا کر این ٹی فوس کو بلالو۔ این ٹی فوس نے پوچھا بی بی کون۔ ڈرامیا نے جواب دیا کہ آپ کی زن شکوہ اور کون۔ این ٹی فوس نے کہ اتنا کسی سے نکاح نہ کیا تھا یہ باتیں سنکر بہت خفا ہوا اور کہا کبھی بھی جو دل بہلانے کو دو ایک باتیں تجھ سے کہ لیتا ہوں تو تیرے ایسی مسخر کو چڑھ گئی ہے اور یہ سائیک تو نے اپنے کلام میں آزادی کا استعمال کرنا شروع کیا کہ سیدھی طرح جواب بھی نہیں دیتا۔ اسوقت میری طبیعت اچھی نہیں ہے۔ سچ بتا روپیے کیا کیے بڑا تعجب تو یہ ہے کہ میرے مقابلے میں اس طرح دل سے باتیں کر گھسنے پر تجھے اتنی جرأت کیونکر ہوئی۔ ڈرامیا نے جب دیکھا کہ این ٹی فوس اسکی باتوں پر تعجب کرتا ہے اور ہنسی پر محمول کرتا ہے تو وہ بھی یہی سمجھا کہ میرا آقا اسوقت مجھ سے مسخر اپن کرتا ہے اور اپنا سٹھ بنا کر کہا اسوقت تو چلیے بلکہ ایسا ہی ہے تو کھانا کھانے میں ہنسی مذاق کر بیجیے گا اور میں کوئی بات تو اپنے جی سے نہیں کر سکتا فقط اتنا ہی کہتا ہوں کہ بی بی اور بی بی کی بہن دونوں منتظر ہیں چلیے کھا لیجیے۔ اب این ٹی فوس صبر نہ کر سکا اور ڈرامیا کو خوب ٹھوٹکا جس نے جا کر بی بی سے کہا کہ میان نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ میری کوئی بی بی نہیں۔

این ٹی فوس باشندہ ایفی سس کی بی بی ایڈر یا نا ڈرامیا کی زبانی یہ سنکر کہ اسکے شوہر نے کہا جو کہ میری کوئی بی بی نہیں ہے بہت خفا ہوئی اور یہ سمجھی کہ میرے شوہر نے کسی اور عورت سے رشتہ العنت جوڑا ہے اور بی بی نہ کہنے کو یہ مطلب رکھا ہے کہ اس سے کہیں اچھی عورت میرے ہاتھ لگی ہے کہ اب مجھے

اسکی پر و اباقی نہ رہی اور اپنے شوہر کو بڑا بھلا کہنے لگی اور اسکی شان میں ذلت اور بدگمانی کے نامہ اور اکلے منہ سے نکالنے لگی۔ اور اسکی بہن کو سہی تاکہ اسکے ساتھ ہی رہتی تھی یہ تک اس بے وجہ بدگمانی کو اسکے دل سے نکالنے کے لیے بہت کچھ سمجھاتی رہی مگر کچھ بھی اثر پذیر نہوا۔

Friend

آین ٹی فوس باشندہ سارے کس سراسے کی طرف روانہ ہوا جہاں پہونچ کر اپنے دیکھا کہ ڈرامیادروپون کو جو حفاظت تمام اپنے پاس لیے ہوئے بیٹھا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ اسکے قریب چلے اس بیباکانہ مسخر اپن اور خوش طبعی پر آئے ڈانٹے کہ اتنے میں اسکے بھائی کی بی بی ایڈریا ناما سانے سے آئی اور اسے اپنا شوہر سمجھ کر پہلے تو اسکے اظہارِ حُسن پر خوب اسکے لئے چڑے لیے را اور کیونکہ وہ اجنبی نہ بنتا جبکہ اسکے پہلے کبھی آنے اس غصہ بنا کہ عورت کو نہ دیکھا تھا۔ اور کہا اس الفت کو یاد کرو جو قبل از نکاح منکو میرے ساتھ تھی اور اب اپنی اس بے اعتنائی کو دیکھو کہ بجائے میرے تنے کسی اور عورت سے محبت و الفت کا سلسلہ قائم کر لیا ہے۔ تنے تو مجھ سے محبت کم کر لی ہے مگر مجھ سے کب یہ ممکن ہے کہ تمکو اپنے دل سے بھلا دوں۔ آین ٹی فوس نے حیرت زدہ ہو کر کہا کیا ثبوت اس بات کا تمھارے پاس ہے کہ میں تمھارا شوہر ہوں۔ یہ بہتیرا کہا کیا کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں مجھے تو بیان آئے ہوئے صرف دو ہی گھنٹے کا عرصہ ہوا ہے کچھ زیادہ بھی نہیں۔ مگر اس عورت نے ایک نہ سنی اور اسے اپنے گھر لیجانے پر اصرار کرتی تھی آخر شہر مجبوری وہ اسکے ساتھ ہوا اور اپنے بھائی کے گھر پہونچ کر اندر یا نا اور اسکی بہن کے ساتھ کھانا تناول کیا جہین سے ایک آسے میان اور دوسری بھائی کہہ کر پکارتی تھی آین ٹی فوس یہ سب واقعے دیکھ کر تہیہ خواہل میں سوچنے لگا کہ مجھ سے اور اس عورت سے خواب میں تو نکاح نہیں ہوا ہے یا ایسا تو نہیں ہو کہ عالم رویا میں سب کیفیت میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ڈرامیانے کہ سراسے سے اسکے ساتھ ہو لیا تھا

باورچی خانے کی طرف رخ کیا۔ کھانا پکانے والی نے رکھ سکے بھائی کی بی بی تھی اُسے میان کھکھکا کر اجسے سُکر وہ بھی اپنے آقا کی طرح سخت متحیر ہوا۔

ایتن ٹی فوس ساکن سائے کس اپنے بھائی کی بی بی اور سالی کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا ہی رہا تھا کہ اتنے میں اسکا بھائی یعنی اُس عورت کا اصلی شوہر مع اپنے غلام دریا کے آن پہونچا لیکن نوکروں نے کواڑ نہ کھولے۔ کیونکہ انکی بی بی نے منع کر دیا تھا کہ جب تک ہلوگ کھانا کھاتے ہیں کوئی آنے نہ پائے۔ مگر جب آنھوں نے مکر رہ کر گنڈی کھڑکھڑائی اور کہا کہ ہلوگ این ٹی فوس اور ڈرامیا ہیں کواڑ کھول دو۔ تو وہ عورتیں بہت ہنسیمن اور کہنے لگیں کہ ایتن ٹی فوس تو ہمارے ساتھ کھانا کھا رہا ہے اور ڈرامیا باورچی خانے میں بیٹھا ہے باہر سے یہ کون بول رہا ہے۔ ہرچہ کہ وہ کواڑ پٹیتے رہے مگر کواڑ نہ کھولے اور آخر کار خفا ہو کر ایتن ٹی فوس لوٹ گیا اور اپنے ولیمین بہت متعجب ہوا کہ کون ایسا شخص ہے کہ میرے گھر میں بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔

ایتن ٹی فوس ساکن سائے کس نے کھانا تو کھا لیا مگر اُس عورت کے بار بار میان کہنے سے بہت پریشان ہوا اور یہ سُکر کہ کھانا پکانے والی مامانے ڈرامیا کو اپنا خاوند بنایا ہے اور بھی مشتعل ہوا اور اس فکر میں ہوا کہ کوئی موقع ہاتھ لگے تو یہاں سے چل دینا چاہیے۔ ہرچہ کہ اُس عورت کی بہن کا مزاج اُسے بہت پسند آیا اور اُس سے ملکر بہت خوش ہوا مگر اُس عورت کی دہی اور شکی طبیعت سے ایسا کارہ ہوا کہ وہ ان چھٹرنے کو اسکا دل نہ چاہا۔ اور اُدھر ڈرامیا بھی اپنی نئی بی بی سے ملکر کہ باورچی خانے میں ملاقات ہوئی تھی کچھ ایسا خوش ہوا۔ چنانچہ وہ دونوں اپنی نئی بی بیوں کے پاس سے چلے گئے اور جلدی جلدی قدم بڑھا کر تھوڑی دیر میں اُس مکان سے ایک فاصلہ معتد بہ پر نکل گئے۔

این ٹی فوس ساکن سارے کس تھوڑی ہی دور کیا تھا کہ ایک زرگر نے اسے
 این ٹی فوس ساکن ایفی سس سمجھ کر (جیسا کہ اس عورت نے سمجھا تھا) آواز دی اور کہا
 کہ اپنی زنجیر طلائی لیتے جاؤ۔ این ٹی فوس نے اس زنجیر کے لینے سے انکار کیا۔ اور کہا
 کہ یہ میری نہیں ہے۔ جبکہ جواب میں اس زرگر نے کہا کہ تمہارے ہی حکم سے تو
 میں نے بنائی ہے اور اب تم کہتے ہو کہ میری نہیں ہے۔ غرض کہ این ٹی فوس بہتیرائی نہیں
 نہیں کرتا بلکہ اس زرگر نے ایک نہ سنی اور زنجیر اس کے ہاتھ میں دیکر چلا گیا۔ این ٹی فوس
 نے اب اپنے آدمی ڈر آیا سے کہا کہ ایسے شہر میں جہاں ایسے ایسے حیرت انگیز
 عجائبات وقوع پذیر ہوتے ہیں پھر ناقربین مصلحت نہیں نظر آتا۔ شاید جلو گون پر
 کسی نے سحر کر دیا ہے۔ بہتیرہ ہے کہ اسباب پھیل کر جہاز پر لا دو کہ آج ہی اس
 شہر سے باہر سو جائیں۔

زرگر (جسے ابھی این ٹی فوس ساکن سارے کس کو این ٹی فوس ساکن ایفی سس
 سمجھ کر زنجیر طلائی دی تھی) اپنی زنجیر طلائی دینے کے تھوڑی ہی دیر بعد بھلت وینا
 واجب الادا کر گیا گیا۔ اتفاقاً اس وقت این ٹی فوس ساکن ایفی سس
 (جسے اپنی دانست میں اس زرگر نے زنجیر طلائی دی تھی) جہاں وہ زرگر گرفتار
 کیا جاتا تھا آن پڑا اور زرگر نے اسے دیکھ کر زنجیر طلائی کی قیمت اس سے طلب کی
 اور کہا تم جو زنجیر ابھی مجھ سے خرید کر لگے ہو جتنی اس کی قیمت ہے اتنے ہی دین کے لیے
 میں پاب زنجیر ہوں اگر اس کی قیمت لا دو تو میں ابھی چھوٹا جاتا ہوں۔ این ٹی فوس نے
 زنجیر کے پانے سے انکار کیا اور زرگر نے کہا چند منٹ گزرے ہونگے کہ میں نے
 تم کو اپنے ہاتھ سے زنجیر دی ہے۔ غرض کہ ان دونوں میں یہ بات بڑھی اور ہر ایک یہی
 سمجھتا تھا کہ میں حق پر ہوں۔ کیونکہ این ٹی فوس صریحی جانتا تھا کہ زرگر نے مجھے زنجیر
 نہیں دی اور چونکہ ان دونوں بھائیوں کی صورتوں میں سرسبز فرق نہ تھا اس لیے زرگر کو پولا

دو تین تھا کہ مین نے اچھی ان کے ہاتھ میں دی ہے۔ مین نے بائیں ہاتھ سے کھینک کر دیا اور
سکڑی چلتی تھی کہ گرفتار کر کے قید خانے میں لے گیا اور اسی عہدہ وادے سے جو
اسے گرفتار کرنے آیا تھا (اس روپے کی جلیت میں جو باہت بدشمن زینیر طبع سلانی
این ٹی فوس کے فستے واجب الوداع تھا) این ٹی فوس ہاکن ایفی سبس کو گرفتار
کر کر وہ زنگر اپنے ساتھی محبس میں لٹا گیا غرض کہ اس جھگڑے کا خاتمہ یوں ہوا کہ
وہ دونوں محبس میں قید کیے گئے۔

این ٹی فوس قید میں جا رہا تھا کہ راستے میں اس سے دو آرمیا ہاکن سائرس کس
یعنی اس کے بھائی کے غلام سے ملاقات ہوئی اور جسے دیکھ کر اس نے اپنا ہی آدمی سمجھا
اور اسے حکم دیا کہ اندر یا بار یعنی بیر ہی بی بی اسے کچھ روپے کہ جس کے لیے مین قید ہو
ہاگ لا۔ اس نے یہ سن کر تعجب کیا کہ میرا آتما مجھے اپنی جگہ پر مین جیتا ہے جہاں
جانے کی ہر بات مجھے نہیں پڑتی اور جہاں ہے جہاں کس جگہ سے ایک بار یہاں
سینکے ہیں۔ یہ سن کر وہ جہاں پر ہے وہ جہاں پر ہے وہ جہاں پر ہے وہ جہاں پر ہے
کہ وہ موقع ہی ایسا تھا کہ جہاں کی خبر کرنے کی بھی اسے مہلت نہ ملی اور یہ سمجھ گیا کہ میرا
آتما فی الواقع اس عورت کے پاس جیتا ہے کیونکہ شہر کا یہ کوئی مقام نہیں ہے۔
تھیں اس مکان کی طرف روانہ ہوا۔ اور آپ ہی آپ کو کھینک کر لے کر آئے۔ ایڈریا کا
مکان پر آنا پڑا جہاں ڈاسٹی بل مجھے اپنا خاوند کیسی لگ کر کیا کیجیے حکم حکم مرگ مفاجات
کو کیوں کو اپنے آقاؤں کی تعمیل حکم ضروریات سے ہے۔

ایڈریا نے اسے روپے دیے اور وہ لیے ہوئے واپس آتا تھا کہ اس
میں این ٹی فوس ساکن سائرس کس سے ملاقات ہوئی جو گھبرا یا ہوا ہر طرف بھرت
نگران اور اصرار پھر رہا تھا۔ کیونکہ اس کا بھائی تو ایک بڑا مشہور آدمی تھا اور ہر خور و
اسے جانتے تھے اور یہ بالکل اپنے بھائی کے مشابہ تھا۔ اس لیے ہر ایک

مختص چوراستہ بن اسمن سے ملتا ہے ہی تپاک سے سلام کرتا گویا اسکا پورا رشتہ اسکا ہی
کوئی کیا کہ آپ نے جو مجھے روپیہ قرض دیے تھے لیتے جائیے۔ کوئی بکاتا حضرت کے
بات سنتے جائیے۔ کوئی صاحب اسکی عنایتوں کا شکریہ ادا کرتے اور کہتے جناب
فلان ہر روز آپ نے نہایت ہی آڑ سے وقت میرا ساتھ دیا تھا۔ ایک ورثی نے کہا کہ حسب
فرمایش آپ کے مین نے ریشم خرید لیا ہے لیتے جائیے اور مین نے جو آپ کے کپڑے
سی دیے تھے اب تک اسکی اجرت نہیں پائی اسوقت مجھے روپیوں کی اشد ضرورت ہے
میری ضروری چکاتے جائیے۔ غرض کہ جو دیکھتا دھوکا کھاتا اور اسے اینٹی فوٹس ساکن
الینٹی سس سمجھتا۔

اینٹی فوٹس کو شک گذرا کہ یہ جاوہر گرون یا ڈاکو وٹن کا شہر تو نہیں ہو اور اسکے نوکر
فلانی نے یہ پوچھ کر کہ آپ نے قید خانے کو کیونکر بائی پائی اور اشرفی کی تعلیمی دیکر اور
یہ کہہ کر ایڈریا نامے جس بزرگ کا قرضہ ادا کرنے کو دیا ہے جبکہ یہ آپ گرفتار تھے
اسکے شک کو حق البیقین کے مرتبے تک پہنچا دیا۔ اور گرفتاری اور قید اور سزا دینا
کے پاس سے روپیہ لانے کی کیفیت سن کر آٹھ بجے کسی نے ڈراما پر سحر کر دیا ہے
اور اپنے دلمین خیال کو نے لگا کہ مین نامی یہاں جھٹکتا پھرتا ہوں۔ غرض کہ ان خیالات
متوجہ سے وہ بہت ہی پریشان ہوا اور آرزو وہ دل ہو کر بولا کہ محافظ حقیقی سن مجھے
اس مقام متوجہ سے جلد باہر نکالے۔

اب ایک اور حیرت افزا واقعہ وقوع پذیر ہوا وہ یہ کہ ایک عورت اتنے آسے
یعنی اینٹی فوٹس کہہ پکارا اور کہا کہ آج کھانا کھاتے وقت جو زنجیر دینے کو تنے کہا تھا
اگر لائے ہو تو دیتے جاؤ۔ یہ سن کر اینٹی فوٹس کو طاقت ضبط باقی نہ رہی اور جھنجھلا کر کہا
کہ ڈوائن مین نے کب تیرے ساتھ کھانا کھایا ہے اور کب تجھ سے زنجیر دینے کو کہا ہے مین
تو اس سے پہلے تیری صورت بھی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ وہ عورت بولتی کہ آج ہی کئی

تو ثابت ہے کہ تم نے یہ مین میرے ساتھ کھانا کھایا جو اور کھاتے وقت تم نے کہا کہ ایک زنجیر طلائی مین تھارے واسطے لاؤنگا۔ مگر وہ یہی کہے گیا کہ مین نہیں جانتا تو کون ہے۔ اس عورت نے کہا مین نے تو تھین ایسا بیش قیمتی چھلا دیا لا اور تم نے ایک سری سی زنجیر مین دیجاتی زنجیر اگر زنجیر مین دیو تو میرا چھلا ہی واپس کرو۔ اس عورت کی یہ باتیں سنکر تو این ٹی فوس کے ہوش بجا نہ رہے۔ اور اسے جاؤ گرنی اور ساحرہ بنایا اور یہ کہتا ہوا کہ دو نہ مین بکجو جانتا تیرے چھلے کو، وہاں سے اپنی جان جھوڑا کر بھاگا۔ این ٹی فوس کی باتیں سنکر اور اس کے انداز متوحش دیکھ کر اس عورت کو نہایت ہی تعجب ہوا کیونکہ وہ صریح جانتی تھی کہ مین نے اسے کھانا کھلایا جو اور ایک چھلا دیا جو جسکے بدلے مین اسے وعدہ کیا تھا کہ مین ایک زنجیر طلائی تھین لاؤنگا۔ مگر اس مقام پر اس عورت نے وہی غلطی کی جو اور وون نے بھی کی تھی اور اسکو اپنی س کا این ٹی فوس سمجھا جسے واقعی وہ سب باتیں کی تھین جسکے ارتکاب کی نسبت وہ یہ غلطی این ٹی فوس کی طرف کرتی تھی۔

جب ایڈریان نے اپنے شوہر این ٹی فوس کو گھر مین مین آنے دیا یہ خیال کر کے کہ وہ تو میرے ہی ساتھ کھا رہا ہے باہر سے کوئی دوسرا شخص اپنے کو اسی نام کا پکارتا ہے، تو اسکو بہت ناگوار گذرا اور سمجھا کہ یہ بھی اس عورت کے وہم و شبہ کا نتیجہ ہے کہ مین گھر مین جانے سے باز رکھا جاتا ہوں اور پھر یاد کیا کہ اکثر میری بی بی جھوٹا الزام مجھ پر لگایا کرتی تھی کہ تو دوسری عورتوں سے بھی ربط و ضبط رکھتا ہے کیا عجب کہ آج اپنے خیال فاسد مین میرے جرم کی سزا ہی تجویز کی جو کہ مین آج گھر مین بنانے پاؤں یہ سب باتیں سوچ کر ایک عورت کے گھر کھانا کھانے کو چلا آیا جسے بڑا خلق سے اُسکی تواضع و تکریم کی۔ اس عورت کی اس افسانیت سے این ٹی فوس بہت خوش ہوا اور ایک زنجیر طلائی جسے اس نے اپنی بی بی کی واسطے بولی تھی اسے دینے لگا

وعدہ کیا۔ یہ وہی زنجیر تھی جسے اُس زرگر نے اُسکے بھائی سارے کس کے آئین ٹی فوس کے دے ڈالی تھی۔ اُس عورت نے سونے کی زنجیر پانے کی جو خبر سنی تو بہت خوش ہوئی تو حالت شوق میں اپنا چھلا اُتار کر آئین ٹی فوس کو دیدیا۔ اور اُسی چھلے کا مطالبہ اُس عورت نے اُسکے بھائی سے کیا تھا جسے سُکر وہ متعجب ہوا اور کہا میں یہ نہیں جانتا کہ تو کون ہو اور تیرا چھلا کیسا ہو۔ اور کیا میں آج ہی اس شہر میں آیا ہوں مجھ سے تجھ سے واسطہ۔ اُسکی باتوں سے اسے ایسی حیرت ہوئی کہ جس سے اُسکو پورا یقین ہو گیا کہ آئین ٹی فوس کے دماغ میں کچھ خلل ہو گیا ہے اور فوراً ایڈریانا کے گھر کی طرف روانہ ہوئی کہ چلکر اُسکی بی بی کو مطلع کرے کہ اُسکا شوہر پاگل ہو گیا ہے۔ وہ عورت ایڈریانا سے اُسکے شوہر کی کیفیت بیان ہی کر رہی تھی کہ اُسکا شوہر بھی داروغہ مجلس کو ساقیے اپنے گھر پر آیا رتا کہ اپنے گھر پر چلکر داروغہ مجلس کو زرخمن زنجیر کا دیکر قید سے چھٹکارا پائے، کیونکہ ڈراما کے ہاتھ جو قبیلی انٹرنی کی ایڈریانا نے بھیجی تھی وہ تو اُسکے شوہر کے بھائی کے ہاتھ لگی۔ آئین ٹی فوس نے اُن شکایت کی کہ کھانے کے وقت ہم آئے مگر تم نے کو اڑنے کھولے اور ہم واپس چلے گئے۔ یہ بات سُکر ایڈریانا کو اُس عورت کی باتوں پر پورا یقین ہو گیا اور سمجھی کہ فی الواقع یہ پاگل ہو گیا ہے اور پھر کھانا کھانے کے وقت کی باتوں کو یاد کر کے کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور آج ہی میں اس شہر میں آیا ہوں پہلے کبھی ایسی حس کی صورت بھی میں نے نہ دیکھی تھی، اُسکو یقین کامل ہو گیا کہ بیشک اُسکے دماغ میں خلل ہو گیا ہے۔ روپیہ دیکر داروغہ مجلس سے تو اُسے چھوڑا لیا مگر اپنے نوکر و نو کو حکم دیا کہ اُسکے ہاتھ پائوں رسی سے باندھ کر کسی اندھیرے مکان میں بند کر دو اور جا کر کوئی طبیب بلا لاؤ کہ وہ آکر اُسکے دماغ کا علاج کرے۔ غرض کہ جتنی باتیں اُسکے بھائی نے کی تھیں سب کا الزام اسی پر لگایا گیا۔ اور اُس اتہام پر یہ نہایت ہی غضب و غصہ میں چلا تا اور شور مچاتا تھا۔ اور زریادہ غصہ اُسکو اس بات پر آتا تھا

کہ وہ اچھا بھلا اور لوگ اسے محزون و پاگل کہتے تھے اور ڈر لیا بھی کہ اپنے آقا کے سخن کی ناید کرتا تھا مجنون و پاگل سمجھا گیا۔ اور وہ دونوں آقا و غلام دست و پا بستہ ایک مکان میں جو کسی قدر فاصلے پر تھا بند کرنے کے لیے روانہ کیے گئے۔

انکے قید میں بیٹھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد ایک نوکر یہ خبر لایا کہ این ٹی فوٹس اور ڈرامیا دونوں قید سے بھاگ گئے اور ایک دوسرے راستے پر باز آدمی تمام گھوم رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی ایڈر یا نا انکے کپڑے کے لیے چلی اور اپنے ساتھ دو چار آدمی اور لڑکی لگی کہ انکے پکڑ کر گھر لانے میں آسانی ہو۔ اور پیچھے لگی اسکی بہن بھی چلی۔ پڑوس میں ایک خانقاہ تھی وہاں پہنچا رہا کیا دیکھتی ہے کہ این ٹی فوٹس اور ڈرامیا دونوں اسی خانقاہ کے دروازے پر ٹھل رہے ہیں۔ یہاں بھی اس عورت کی آنکھ نے یہ سبب ان بھائیوں کے تشابہ کے دھوکا کھایا کہ اپنے شوہر کے بھائی اور بھائی کے غلام کو اپنا شوہر اور اپنے شوہر کا غلام تصور کیا۔

این ٹی فوٹس ساکن سارے کس ان مصیبتوں کو جو اس تشابہ نے اسپر عائد کر رکھی تھیں ابھی تک بھولنا تھا اور اسکی غلط مین تھا۔ کہ زرگر نے وہ زنجیر جو صبح آسے دمی مٹی اسکے گلے میں دیکھ کر اسے ملامت کرنے لگا یہ ملامت دام پانے کے لیے تھی کیونکہ معرفت واروئے مجلس وہ زرخشن پاچکا تھا بلکہ جھوٹ بولنے پر تھی کہ وہ کتا تھا کہ میں نے زرخیر نہیں لی، اور کہنے لگا کہ زرخیر تو آپ کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اور اسوقت آپ کہتے تھے کہ وہ میں نے زرخیر لی ہی نہیں قیمت کس چیز کی تھوڑی دوں،،۔ این ٹی فوٹس نے اپنے ولیمین کا کہ زرخیر تو میں نے بیشک لی کیونکہ آج صبح کو جب میں ادھر سے جاتا تھا تو آٹے زبردستی میرے گلے لگائی لیکن اسکے بعد تو پھر مجھ سے اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی انکار کرنے اور قیمت نہ دینے کا مضمون یہ کیسا سنا تا ہے۔

اب آئید ڈرامیا نا این ٹی فوٹس کے پاس آئی اور اسے اپنا پاگل شوہر سمجھ کر اسکی

قید سے بھاگتا تھا اور زدی۔ اُن لوگوں نے جنہیں وہ اپنے ساتھ لے گئی تھی این بی ٹولس اور ڈوراسیا کے گرفتار کرنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ دونوں خانقاہ میں گھس گئے اور خانقاہ کی بڑھیا سے باتجا کہا کہ بڑھیا چین اپنے مکان میں چھپے۔

شور و غل سنکر بڑھیا اپنے آپ خانقاہ کے باہر نکل آئی تا دریافت کرے کہ سبب اس ہنگامے کا کیا ہے۔ بڑھیا نہایت سنجیدہ و بزرگ عورت تھی اور جھگڑوہ قضیہ چکانے کے لیے عقل سلیم رکھتی تھی چنانچہ آئے ایسا نہ کیا کہ اُن مردوں کو جو اُس کے مکان میں پناہ گزین ہوئے تھے دیوانہ سمجھ کر باہر نکال دیتی بلکہ خوش اسلوبی تمام ایڈریاناس سے پوچھا کہ سبب اُس کے شور کے ذمہ دیوانہ ہو جانے کا کیا ہے۔ آیا کچھ اُسکا اسباب سمندر میں ڈوب گیا ہے یا اُسکا کوئی عزیز مر گیا ہے جسکی موت نے اُسے اس حالت کو پہونچایا جو ایڈریاناس نے کہا اس میں سے تو کوئی نہیں۔ پھر بڑھیا نے پوچھا سو اسے تیرے کسی اور عورت پر اسکی طبیعت تو نہیں آگئی ہے جسکے فراق نے اُسکی یہ حالت بنا رکھی ہے۔

ایڈریاناس نے کہا ہاں تو میں بہت دنوں سے خیال کرتی ہوں کہ کسی عورت سے آئے نطق پیدا کیا ہے کیونکہ اُسکو دیکھتی ہوں تو بے اوقات اُسکو گھر سے غیر حاضر پاتی ہوں۔ اسکی غیر حاضری مکان سے سچ پوچھو تو کسی عورت پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ایڈریاناس کے شک و بد مزاجی کی باتیں اسے گھر سے غائب رہنے پر مجبور کرتی تھیں۔ چنانچہ ایڈریاناس کے انداز طبیعت سے آئے مستنبط کیا کہ اُسکی بد مزاجی نے اسے پاگل بنا رکھا ہو۔ اور صحت قیاس کے لیے اس سے پوچھا کہ تم گھر سے غائب رہنے پر اسے ملامت کرتی ہو یا نہیں۔ ایڈریاناس نے جواب دیا کیون کرتی کیون نہیں۔ بڑھیا نے کہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں اندر یا مانے بخوشی یہ ظاہر کرنا چاہا کہ میں بخوبی اُسکو لعنت ملامت کرتی ہوں۔ چنانچہ آئے کہہ کہ موتے۔ کھاتے۔ چلتے۔ چرتے آئے نصیحت ہی کرتی رہتی ہوں جس سے اُسکا دم نامکین رہتا ہے۔ جب میں اُسکے پاس تنہا ہوتی تو سو اسے اس فکر کے اور کوئی

نوکر بنیں کرتی۔ اور جب کبھی تنہا نہ ہوتی تو اشارے ہی سے کتھی رہتی ہوں مغضکہ دوسری عورت سے محبت کرنے میں وہ جتنا بڑا ہے اتنا ہی اسکی معنت ملاست میں میں بڑی ہوں مگر نہ مانے تو کیا کیا جائے۔

اس بدظن عورت کی ساری تقریر بڑھیا سن گئی اور اخیر میں بولی۔ یہی تو باعث ہے جسے شوہر کے پاگل ہو جانے کا۔ کیونکہ بدظن و شکی عورتوں کی زہر آلودہ باتیں کتوں کے دانت کے زہر مہلک سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں۔ تمھاری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تمھاری ملاستوں نے اسکی فینہ حرام کر رکھی تھی۔ کیا عجب کہ کم خواہی نے اسکا دماغ خالی کر دیا ہو۔ تمھارے نزدیک سزائش کیے بغیر اسکے کھانے کا ذائقہ ہی نہیں درست ہوتا تھا اور حالانکہ حالت اطمینان میں جو کھانا نہیں کھایا جاتا وہ اچھے طرح ہضم نہیں ہوتا اور جب اچھی طرح ہضم ہوا تو حرارت پاس ہی رکھی ہے۔ تمھارا ہی بیان ہے تمھارے مجھڑے فساد نے اسکی مسرت کھو دی تھی اور تمھارے سبب سے وہ لوگوں میں بیٹھے آٹھنے پٹنے بوتلنے سے مجبور تھا تم ہی انصاف کرو کہ ایسی حالت میں بجز بالوسی و خفقان کے آسودہ ولی و غری ہو تو کیونکر ہو۔ ان سب باتوں کا نتیجہ اخیر یہ نکلا کہ تمھارے ہی خیالات باطلہ و قیاسات غیر صحیح سننے تمھارے شوہر کو پاگل بنا رکھا ہے۔

لہذا نے چاہا کہ اپنی بہن کی طرف سے کچھ جواب دے اور کہا اپنے شوہر کو جو یہ چھیڑتی تھی تو اس سے رنجش تراوش نہیں کرتی تھی بلکہ وہ پیار کی باتیں بھین کہ مہربان ہو کر یہ کہا کرتی تھی۔ بہن بڑھیا کی یہ عتاب کی باتیں سنتی ہو اور خاموشیں مچھی ہو کچھ تم بھی بولو۔ مگر اس بڑھیا نے اسکے تصور کو ایسا صاف صاف ثابت کر دیا کہ ایڈر یا ناسو اسے اسکے اور کچھ جواب نہ دے سکتی کہ تنہے تو بڑا ہی تصور ثابت کیا اور میری ہی جھڑکیوں اور ملاستوں کو اسکا باعث ٹھہرایا۔

ایڈریانا اپنے چال چلن پر شرمائی تو یہی مگر اپنے شوہر کے پانے کی تنہائی کم کی اور یہی سکے گئی کہ اسے میرے حوالہ کر دو۔ لیکن بڑھیا نے تو کسی کو اندر جانے دیا اور نہ ان بیچاروں کو اس نڈیلن عورت کے پاس آنے دیا۔ اور یہ قصد کیا کہ مزاج دانی واکرم رسانی سے اسکی طبیعت کو حالت اصلی پر لائے۔ اور نوکر و نوکریاں کہ خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ تا وہ عورت اندر نہ آجئے پاسے سے۔

اُنکی دن جبین برادران تو ام کے ہمشکل ہونے سے یہ سب غلطیاں واقع ہوئی تھیں وہ بڑھا اسے جبین اپنا یوم مہلت جبکی انتہا غروب آفتاب تک ہتی گذران رہا تھا۔ اور بصورت نہ مہیا ہونے زرتادان کے عند الغروب اس کے قتل کا فتویٰ دیا جاتا۔ مقتل اس خانقاہ کے پاس ہی تھا۔ جسوقت کہ بڑھیا نے کوڑا خانقاہ کے بند کر لئے اسی وقت اسے جبین کو لوگ مقتل میں لائے۔ نواب نے یہ دیکھ کر کہ زرتادان اس سے مہیا نہ ہو سکا خود خانقاہ میں دیکھ کر اسے مقام پر چلا ترس لوگ اکثر رہتے ہیں آیا کہ اب سے بھی اگر کوئی اس کے حالی پر رحم کرے اور زرتادان اسکی طرف ادا کر دے تو میں اسے چھوڑ دوں۔

ایڈریانا نے شوہر غل کم کیا اور نواب سے داوخواہ ہوئی اور عرض کرنے لگی اس خانقاہ کی بڑھیا نے میرے شوہر کو جو دیوانہ ہو گیا ہے اس خانقاہ میں چھپا رکھا ہے اور مجھے نہیں دیتی۔ وہ بادشاہ سے یہ عرض کر رہی تھی کہ اسکا اصلی شوہر این ٹی فوس ساکن الیغی اسس اور اسکا غلام ڈرامیا سانے سے آئے۔ اور نواب کے پاس یہ فریاد لائے کہ ناعی مجھے دیوانہ اور پاگل بنا کر مجھے میری بی بی جان سے قید کر دیا تھا بڑی بڑی شکلوں سے جان بچا کر میں آپ کے پاس منظر انصاف گسٹری حاضر ہوا ہوں۔ ایڈریانا کو بڑا تعجب ہوا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ یہ دونوں خانقاہ میں ہیں اور یہ تو باہر سے چلے آتے ہیں۔

اسے جین نے جو دیکھا تو سمجھا کہ یہ میرا قہی لڑکا ہے جو اپنی ماں اور بھائی کی تلاش میں مجھے تنہا چھوڑ کر نکلا تھا اور مطمئن ہوا کہ زرتاوان میری طرف سے یہ ابھی ادا کر دیگا۔ چنانچہ اسے این ٹی فوس کو بے شفقت پدری نہایت خوشی و مسرت سے بایں امید کہ وہ اُسکو اس حالت پر نظر سے نجات دیکھا آواز دی۔ مگر اسے جین کی آواز سن کر اُسکا بیٹا مستحیر ہوا اور کہا میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ کیونکہ اس این ٹی فوس نے جین تفرقہ سے (جو بسبب طوفان کے واقع ہوا تھا اور جب یہ بالکل ہی جہتہ تھا) اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا۔ مگر بچا رہ اسے جین نے یہ سمجھا کہ بسبب فکر و مصیبت جسمیں وہ گرفتار ہے اسے مجھے نہ پہچانا اور متحیر ہو کر کہا کہ تم کون ہو میں تمکو نہیں جانتا یا یہ کہ اس پریشان حالی میں سے یہ اقرار کرتے ہوئے کہ یہ میرا باپ ہو شرم آئی۔ بیفائدہ وہ اپنے کو پہچناتا رہا اور کہتا رہا میں تیرا باپ ہوں۔ اسی حالت پریشانی میں خانقاہ کی بڑھیا اور دوسرا این ٹی فوس دوسرا ڈرامیا بھی خانقاہ سے باہر نکلے اور ایڈریانے دیکھا کہ دو شوہر اور دو ڈرامیا سامنے کھڑے ہیں۔ اب وہ غلطیان جسے سب کو پریشان کر رکھا تھا آشکارا اور ہتھوڑا ہوا گین جیب نواب نے دو این ٹی فوس اور دو ڈرامیا کو ایک سی صورت کا دیکھا تو اس راز کی پوری کیفیت دفعۃً اُسکے خیال میں آگئی۔ اور صبح کی کہانی جو اسے جین کی زبانی سنی تھی یاد آگئی اور کہا یقیناً یہ دونوں اسے جین کے لڑکے ہیں اور وہ دونوں اُسکے غلام ہیں جو تو ام تولد ہوئے تھے۔

اب اسے جین روزناویدہ شادی کا سال پر اختلال اس طرح ختم ہوا۔ اور وہ قصہ جو صبح کو کہا گیا تھا اور جو مصائب سفری و خوف قتل سے پھرا ہوا تھا قبل اسکے کہ آفتاب غروب ہوا اسکا انجام بخیر ہوا اور اس بڑھیا نے بھی اپنے کو ستا دیا کہ میں اتنے جین کی زن گم گشتہ اور دونوں این ٹی فوس کی

مادر جان شاربون —

جب باہی گیرون نے آئین ٹی فوس کلان اور ڈرانیا کو اس عورت سے چھین لیا تھا تو وہ عورتوں کی خانقاہ میں کسی طرح پہونچ گئی جہاں بسبب اپنی عقل و دین داری کے مغز خیال کی جانے لگی اور رفتہ رفتہ اس خانقاہ کی رہنے والی عورتوں میں سردار بن بیٹھی اور جہاں نادانستہ کی مین ایک ایسے اجنبی شخص کی مہمانداری کی جو حقیقت اُسی کا لڑا تھا والدین اور آنکے لڑکوں میں ایسی مبارک و سلامت کی تھہری اور رخصت نے ایسی خوشیاں کیں کہ تھوڑی دیر تک یہ بھی بھول گئے کہ اسے جین کے یہ ترے کا وقت ہے۔ لیکن جب وہ لوگ ملنے ملائے سے فارغ ہوئے تو انکو اسے جین کے قتل کی یاد آئی اور این ٹی فوس ساکن الیفی سس نے نواب کے سامنے اپنے باپ کی طرف سے زرتادان لا رکھا۔ مگر نواب نے اسے ہلکچہ لیے ہوئے چھوڑ دیا اور کہا میں تم سے روپیہ نہیں لے سکتا۔ اور نواب خانقاہ کی بڑھیا اور اس کے نوایانہ شوہر اور لڑکوں سمیت خانقاہ میں گیا تا انکی زبانی آنکے حالات جس کا افسانہ آنکے بخت برگشتہ کے خلاف ظہور پذیر ہوا، سنے۔ دو نوں ڈرانیا کی غریبی موج کی خوشی ناقابل فرو گذاشت ہے کہ کیسی بھسی خوشی سے آمین صاحب سلامت ہوئی اور دو نوں اپنے بھائیوں کو دیکھ کر کتنا مسرور ہوئے۔

ایڈریاناکو اپنی ساس کی صحبت سے یہ فائدہ ہوا کہ اس کے شک و دھم میں تخفیف ہوئی اور اس کے شوہر نے اسکی بدگمانیوں سے نجات پائی۔

آئین ٹی فوس ساکن سارے کس نے ایڈریاناک کی بہن لثیا سے اپنی شادی کر لی اور اسے جین مع اپنی بی بی اور لڑکوں کے مدت تک وہیں رہا۔ ایسا نہ تھا کہ ان پرینوں کے رفع ہو جانے کے بعد آئندہ کے لیے ان غلطیوں کے وقوع کا بالکل انقطاع ہو جاتا۔ بلکہ زمانہ مافات کے یاد کرانے کے لیے کبھی کبھی خوش طبع بھول چوک

واقع ہو جایا کرتی اور این ٹی فوس اور ڈرامیا کے بھائیوں میں بسبب عدم اعتبار
صورت و شکل دیکھنے والوں کو دھوکا ہو جایا کرتا جسے شکوہ بہت ہستے اور انھیں
نقل غلط فہمی پر باہم خوش طبعی و مسخر اپن کرتے

خاتمہ الطبع

خدا کا شکر ہے کہ مجموعہ افسانہ دلپذیر کے پیش قصوں میں ساتوان قصہ جو مجموعہ کے
ساتھ پہلے اس سے مطبع اور اخبار لکھنؤ ملوکہ عالیجناب معالی القاب منشی لو لکھنؤ
صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ میں نریور طبع سے آراستہ ہوا تھا اب شاخ مطبع موصوف
واقع کانپور میں پہلی مرتبہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں باہتمام منصرم باکمال جناب منشی
بھگوان دیال صاحب سے بصحت تمام طبع ہو کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوا۔